مرض وصحت اور اسلام

سید جلال الدین عمری

روحانی علاج

دوا ایک ظاہری تدبیر ہے۔ اس تدبیر کو کامیاب بنانا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہے تو کوئی بھی تدبیر کامیاب ہوگی اور نہ چاہے تو کامیاب نہ ہوگی۔ ہم سب کا رات دن کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ بعض اوقات حکیم اور ڈاکٹر صحیح تشخیص ہی نہیں کرپاتے اور تشخیص ہوتی بھی ہے تو اتنی تاخیر سے کہ مرض قابو سے باہر ہوجاتا ہے اور علاج ممکن نہیں رہتا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بہتر سے بہتر دوا کے باوجود کبھی فائدہ نہیں ہوتا اور جس علاج کو تیربہدف کہا جاتا ہے وہ بھی ناکام ہوجاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دوا اسی وقت کام کرتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے۔ وہ چاہے تو خاک بھی اکسیر بن جائے اس کی مرضی نہ ہو تو مجرب سے مجرب نسخہ بھی اپنی تاثیر کھودے۔ اس لئے دوا علاج کے ساتھ مریض کو اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے اور ظاہری تدابیر سے زیادہ اس کی مدد اور کرم پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

تعلق باللہ

اس کے لئے ضروری ہے کہ مریض اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرے یہ تعلق خود بھی ایک علاج ہے اور بہت بڑا علاج ہے۔ اس سے مریض کو سکون اور راحت ملتی ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کا خدا اس کے ساتھ ہے

جو اس کے حالات سے اچھی طرح باخبر اور اس کے دکھ درد سے واقف ہے، جو سراپا رحیم و کریم ہے، جو بڑی حکمتوں اور مصلحتوں والا ہے جس کی قدرت بے پایاں اور لامحدود ہے اور جو چاہے تو آن کی آن میں اسے صحت و تندرستی عطا کرسکتا ہے، یہ احساس اسے مایوسی اور ناامیدی سے بچاتا اور اسے نئی زندگی اور توانائی عطا کرتا اور اس کے اندر مرض کے مقابلہ کا عزم اور حوصلہ پیدا کرتا ہے۔

قرآن ایک نسخۂ شفا: اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے اور اسے بڑھانے کا بہترین ذریعہ قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا کہا ہے۔ اس نسخۂ شفا سے ہر طرح کے مریض صحت یاب ہو سکتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل ۸۲)	ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں اس میں مومنوں کے لئے تو شفا اور رحمت ہے اور یہ ظالموں کے خسارے ہی میں اضافہ کرتا ہے۔

امام رازی نے اس آیت کے ذیل میں بڑی اچھی بحث کی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن، روحانی امراض کے لئے بھی شفا ہے اور جسمانی امراض کے لئے بھی، روحانی امراض کے لئے اس کا شفا ہونا تو بالکل ظاہر ہے۔ اس لئے کہ یہ باطل عقائد اور فاسد اخلاقیات کی اصلاح کرتا ہے اور ان کی جگہ صحیح عقائد اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ باقی رہا امراض جسمانی کے لیے اس کا شفا ہونا تو یہ بھی طے ہے۔ اس کی تلاوت کی برکت سے بہت سے امراض دور ہوتے ہیں فلاسفہ اور جادو منتر اور ٹونے ٹوٹکے کرنے والے سب ہی جانتے ہیں کہ بے معنی قسم کے منتروں اور تعویذوں کے بھی اثرات ہیں۔ ان کے ذریعہ فائدہ بھی اٹھایا جاتا ہے اور نقصان سے بچا بھی جاتا ہے، پھر اس قرآنِ عظیم کی تلاوت، جس میں اللہ کے جلال اور کبریائی، ملائکہ

مقربین کی عظمت اور سرکش شیاطین کی تحقیر کا بیان ہے اس سے دین و دنیا کا نفع کیوں نہیں حاصل ہوگا۔ اس کی تائید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا:۔

من لم یستشف بالقرآن فلا شفاہ اللہ تعالیٰ [1] — جو شخص قرآن سے اسے حقیر اور بے فائدہ سمجھ کر شفا نہ طلب کرے اللہ اسے شفا نہ دے۔

قرآن طب کی کتاب نہیں ہے وہ بیماروں کے علاج معالجہ سے بحث نہیں کرتا اس کا موضوع انسان کی فکری و اخلاقی اصلاح ہے۔ لیکن اگر اس سے جسمانی مریض بھی صحتیاب ہوتے ہیں تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ خدا کے کلام میں ضمناً اس طرح کی تاثیر پائی جاسکتی ہے عقل اس کو ناممکن اور بعید نہیں سمجھتی۔ پھر یہ کہ احادیث میں صراحت کے ساتھ قرآن کی اس خصوصیت کا ذکر موجود ہے، اس لئے بھی اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر الدواء القرآن [2] — بہترین دوا قرآن ہے۔

قرآن مجید میں شہد کو بھی شفاء کا سبب بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہے:۔

یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل ۶۹) — شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔

---

[1] تفسیر کبیرہ ۱۵/۴۴م یہ روایت تفسیر کی بعض اور کتابوں میں بھی نقل ہوئی ہے۔ لیکن حدیث کی کسی مستند کتاب میں مجھے نہیں ملی کنز العمال ۱۰/۴م میں دارقطنی کی الافراد کا حوالہ ہے۔ اس کی صحت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اس سلسلہ کی دوسری روایات جو آگے آرہی ہیں ان سے اس کی تائید مزید ہوتی ہے۔ [2] ابن ماجہ، ابواب الطب، باب الاستشفاء بالقرآن۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
علیکم بالشفائین العسل والقرآن [1] دو چیزیں جن میں شفا ہے انہیں نہ چھوڑو
یعنی شہد اور قرآن۔

اس حدیث میں گویا قرآن کے ان دونوں بیانات کو جوڑ دیا گیا ہے کہ قرآن شفاء ہے اور شہد میں شفا ہے علاج دو طرح کے ہوتے ہیں ایک مادی۔ دوسرا روحانی۔ اس حدیث میں دونوں طرح کے علاج کا ذکر ہے۔ شہد کی خوبی یہ ہے کہ وہ غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ اس کے بے شمار طبی فوائد ہیں۔ اس لئے مادی علاج کے طور پر اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن شریف سے روحانی علاج ہوتا ہے اور اس سے بھی بیمار شفایاب ہوتے ہیں۔ تجربہ جس طرح مادی علاج سے فائدہ کی شہادت دیتا ہے۔ اسی طرح اس بات کی بھی شہادت دیتا ہے کہ خدا کے کلام میں تاثیر ہے اور اس سے مریضوں کو فائدہ پہونچتا ہے۔

قرآن کی تلاوت

بیماری میں قرآن سے فائدہ اٹھانے کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان میں کی ایک صورت قرآن کی تلاوت ہے۔ مریض خود بھی تلاوت کر سکتا ہے اور دوسرے بھی اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حلق میں تکلیف کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا تم قرآن پابندی سے پڑھو۔

اسی طرح ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ میں درد کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا قرآن

---

[1] ابن ماجہ، ابواب الطب، باب العسل۔ مستدرک حاکم ۴/۲۰۰۔ تفصیلی بحث کے لئے دیکھی جائے علامہ ابن قیم کی کتاب الطب النبوی۔

پڑھو (دیکھو) اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شفاءٌ لّما فی الصّدور، کہا ہے (یعنی اس میں سینوں کے امراض کی شفا ہے)

ابو عبید کی روایت ہے (مشہور تابعی) طلحہ بن مصرف فرماتے ہیں (صحابہؓ کے دور میں) یہ کہا جاتا تھا کہ مریض کے پاس قرآن پڑھنے سے وہ بیماری میں کمی محسوس کرتا ہے۔ [1]

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی مریض کے سامنے خدا کی قدرت و حکمت کا بیان ہو، اس کے لطف و عنایت کا تذکرہ کیا جائے، یہ بتایا جائے کہ وہ مجیب الدعوات، مشکل کشا اور حاجت روا ہے، مصائب و مشکلات میں صبر و ثبات کا بڑا اجر و ثواب ہے تو اس سے وہ قلبی راحت اور سکون محسوس کرتا ہے، اس سے اس کا اضطراب اور بے چینی کم ہوتی اور غم و اندوہ کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ مریض کے لئے اس کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت سے یہ مقصد پوری طرح حاصل ہوتا ہے۔

قرآن دم کرنا قرآن شریف پڑھ کر دم کرنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی طبیعت ناساز تھی حضرت ابوبکرؓ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک یہودی عورت کچھ پڑھ کر پھونک رہی ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔

ارقیھا بکتاب اللہ　　　اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھ کر پھونکو۔ [2]

یہاں بظاہر کتاب اللہ سے قرآن مجید مراد ہے۔ توریت بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ جو حصہ پڑھا جائے اس میں کسی غلط بات کی آمیزش نہ ہو۔

---

[1] ۔ الاتقان فی علوم القرآن ۲/۱۶۲ [2] موطا، کتاب الجامع، باب التعوذ والرقیہ من المرض۔

اس روایت کے ذیل میں امام محمد فرماتے ہیں : -

وبھذا ناخذ لاباس بالرقی بما کان فی القرآن وما کان من ذکر اللہ فاما ما کان لایعرف من الکلام فلا ینبغی ان یرقی بہ۔ [۱]

اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ جو جھاڑ پھونک قرآن سے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جس کلام کا معنی ومفہوم معلوم نہ ہو اس سے جھاڑ پھونک نہیں کرنی چاہئے

قرآن کی بعض سورتوں کا اس سلسلہ میں خاص طور پر ذکر آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فاتحۃ الکتاب شفاءٌ من کلّ داءٍ [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے اور ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی اسی مفہوم کی آئی ہے، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کا ایک چشمہ پر سے گزر ہوا، وہاں ایک قبیلہ رہتا تھا۔ ان لوگوں نے قبیلہ والوں سے درخواست کی کہ وہ انھیں اپنا مہمان بنالیں لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ اسی اثناء میں قبیلہ کے سردار کو سانپ یا کسی زہریلے بچھو نے ڈس لیا۔ ایک شخص نے آکر ان سے دریافت کیا کہ تم لوگوں میں کوئی جھاڑ پھونک جانتا ہے؟ ایک صاحب نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں، لیکن تم لوگوں نے ہمیں کچھ کھلایا پلایا نہیں اس لئے

---

[۱] موطا، امام محمد ص ۳۷۳۔ [۲] رواہ الدارمی، فضائل القرآن، فضل فاتحۃ الکتاب، والبیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ، فضائل القرآن۔

جب تک اس کا معاوضہ نہیں دو گے میں زہر نہیں اتاروں گا۔ چنانچہ تیس[۳] بکریوں پر معاملہ طے ہوا۔ انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکی تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہونچے تو ان لوگوں نے کہا تم نے کتاب اللہ کی اجرت لی ہے ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ مسکرانے لگے اور فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے جھاڑ پھونک ہوسکتی ہے؟ اسے آپس میں تقسیم کرلو اور میرا بھی حصہ لگا دو[۱]

اس حدیث کے ذیل میں امام نووی فرماتے ہیں:۔

فیه التصریح بانها رقیة فیستحب ان یقرأ بها علی اللدیغ والمریض وسائر اصحاب الاسقام والعاهات[۲]

اس میں صراحت ہے کہ سورۂ فاتحہ ایک رقیہ دعا ہے۔ جس شخص کو سانپ یا بچھو ڈس لے اس پر اور جو مریض ہے اس پر غرض یہ کہ سب ہی بیماروں اور آفت زدہ انسانوں پر اس کا پڑھنا پسندیدہ ہے

اسی قسم کی ایک اور روایت خارجہ بن الصلت سے آئی ہے۔ وہ اپنے چچا[۳] سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واپسی میں ان کا اور ان کے ساتھیوں کا ایک قبیلہ پر سے گزر ہوا۔ اس قبیلہ میں ایک پاگل تھا جو زنجیروں میں بندھا ہوا تھا۔ قبیلہ والوں نے ان لوگوں سے کہا کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ آپ لوگ اس شخص (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے دین و دنیا کی بھلائی لے کر آئے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی دعا یا دوا ایسی ہے کہ اس کا علاج ہوسکے۔ ہم نے کہا ہاں! چنانچہ وہ لوگ اس پاگل کو باندھ کر لائے

---

۱ بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب۔ مسلم، کتاب السلام، باب جواز اخذ الاجرۃ علی القرآن ۲ شرح مسلم ۲۲۴/۲ ۳ ان کا نام راجح قول کے مطابق علاقہ بن صحار تمیمی ہے۔

ہیں نے تین دن صبح و شام سورۂ فاتحہ اس پر دم کی۔ تو وہ اس طرح ٹھیک ہو گیا جیسے رسی سے کھول دیا گیا ہو۔ انھوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تم نے سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور تو کچھ نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا نہیں! آپؐ نے فرمایا، لوگ باطل قسم کے منتر پڑھ کر اس کا معاوضہ کھاتے ہیں اور تم تو ایک جائز دعا پڑھ کر اس کا معاوضہ کھا رہے ہو۔[1]

سورۂ اخلاص اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کا مرض اور صحت دونوں حالتوں میں پڑھ کر دم کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ آدمی انہیں خود بھی اپنے اوپر دم کر سکتا ہے اور دوسروں سے کرا بھی سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے یہ سورتیں بہت ہی موزوں اور مناسب ہیں۔ سورۂ اخلاص میں مشرکانہ تصورات کی بھرپور تردید اور توحید کا مکمل اثبات ہے، یہ اسلام کے عقیدۂ توحید کی بہترین ترجمان ہے، اس کی بار بار تلاوت اور اس پر غور و فکر انسان کو غلط عقائد سے محفوظ رکھ سکتا ہے، معوذتین میں سحر، جادو، ظلمت شب کے مضرات، کسی کے حسد اور اس کے اثرات و نتائج، برے خیالات اور شیاطین جن و انس کے ہر طرح کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ یہ جامع و مانع اور مکمل استعاذہ ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونکتے اور انہیں اپنے چہرہ پر

---

[1] ابوداؤد، کتاب الطب، باب کیف الرقی۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا یا آیات کے ذریعہ علاج کر کے اس کا معاوضہ لینا جائز ہے۔ ان دو واقعات کے علاوہ کوئی اور واقعہ دور رسالت میں ہمیں نہیں ملتا۔ آج کل دعا، تعویذ وغیرہ کا جس طرح کاروبار چل رہا ہے ان واقعات سے اس کے جواز کا حکم لگانا مشکل ہے۔

اور جسم پر جہاں تک وہ پہونچ سکیں پھیرتے تھے جب آپ بیمار ہوئے تو مجھ سے فرماتے تھے کہ تم ان سورتوں کو پڑھ کر میرے چہرہ اور جسم پر ہاتھ پھیرا کرو۔[1]

ایک اور روایت میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوتی تو آپؐ معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے اور بدن پر ہاتھ پھیر لیتے۔ مرض الموت میں یہ سورتیں پڑھ کر میں پھونکتی اور اپنے ہاتھ کی جگہ آپؐ کا دست مبارک پھیرتی تھی اس لئے کہ وہ زیادہ بابرکت تھا۔[2]

ایک اور روایت میں فرماتی ہیں کہ آپؐ کے گھر کے لوگوں میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو آپؐ معوذتین پڑھ کر اس پر پھونکتے تھے۔[3]

امام نووی فرماتے ہیں:۔

وفی هذا الحدیث استحباب الرقیة بالقرآن وبالاذکار انما رقی بالمعوذات لانهن جامعات للاستعاذة من کل المکروهات جملة وتفصیلاً[4]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اور دوسرے اذکار کا پڑھ کر پھونکنا مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر معوذات اس لئے پڑھ کر پھونکیں کہ یہ جامع استعاذہ ہیں۔ ان میں اجمالی اور تفصیلی طور پر ہر طرح کے مکروہات سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ اللہ کا کلام اور اس کے اسمار پڑھ کر دم کرنا جائز ہے اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو تب تو مستحب ہے۔[5]

---

[1] بخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة [2] بخاری، کتاب الطب، باب الرقیٰ بالقرآن والمعوذات، مسلم، کتاب السلام، باب استحباب رقیة المریض۔ [3] مسلم حوالہ سابق [4] شرح مسلم ۲/۲۲۳ [5] الاتقان فی علوم القرآن ۲/۱۶۶۔

قرآنی تعویذ بعض احادیث میں تعویذ سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ

اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَۃَ شِرْکٌ[1]

بے شک جھاڑ پھونک، تعویذ اور سحر (جو عورت کی طرف شوہر کو مائل کرنے کے لئے کیا جاتا تھا) شرک ہیں۔

(تمائم، سوراخ دار دانوں کو کہا جاتا ہے جن کو پرو کر جاہلیت میں اس خیال سے بچے کے گلے میں ڈالا یا بازو پر باندھا جاتا تھا کہ وہ نظر بد سے محفوظ رہے اور کسی مصیبت کا شکار نہ ہو۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:-

التمائم خرز، کانت الجاھلیۃ تجعلھا فی العنق وا لعضد تسترقی بھا وتظن انھا تدفع عن المرء العاھات وتمد فی العمر[2]

تمائم، سوراخ دار اور نقش والے دانوں کو کہا جاتا ہے جن کو دور جاہلیت میں عرب گلے میں ڈال لیتے یا بازو پر باندھ لیتے تھے۔ اس سے وہ جھاڑ پھونک کا فائدہ حاصل کرتے تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ دانے انسان کی مصیبتوں کو دور کرتے اور اس کی عمر میں اضافہ کرتے ہیں۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں:-

کانت العرب تعلقھا علی اولادھم یتقون بھا العین فابطلھا الاسلام

اہل عرب اسے نظر بد سے حفاظت کے لئے اپنے بچوں کے گلوں میں ڈالتے تھے، اسلام نے اسے ختم کر دیا۔

---

[1] ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمائم ابن ماجہ، ابواب الطب، باب فی تعلیق التمائم
[2] تاویل مختلف الحدیث ص ۳۰۴۔

ایک اور حدیث میں ہے:-

من علّق تمیمۃً فلا اتم اللّٰہ لہٗ　　جو شخص تعویذ ڈالے اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے۔

اس کے ذیل میں فرماتے ہیں:-

کانھم یعتقدون انھا تمام الدواء والشفاء وانما جعلھا شرکا لانھم ارادوا دفع المقادیر المکتوبۃ علیھم وطلبوا دفع الاذی من غیر اللّٰہ الذی ھو دافعہ[1]

گویا وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ مکمل دوا اور شفاء ہے آپؐ نے اسے شرک اس لئے قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں جو لکھ دیا ہے اسے وہ اس ذریعہ سے دور کرنا چاہتے تھے اور اللہ تعالیٰ جو تکلیف کو دور کرنے والا ہے اسے چھوڑ کر غیر اللہ سے تکلیف دور کرنے کی درخواست کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں تعویذ کے طور پر جو چیزیں ڈالی جاتی تھیں ان کے پیچھے مشرکانہ تصورات موجود تھے۔ وہ ان کو نظر بد سے بچنے کی تدبیر ہی نہ سمجھتے تھے بلکہ ان کے خیال میں ان سے تقدیر بھی بدلی جا سکتی تھی۔ ان کے نزدیک ان کا استعمال ہی سب کچھ تھا اس کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ گویا خدا کی جگہ ان دانوں اور تعویذوں نے لے لی تھی۔ اس کے شرک ہونے میں ظاہر ہے کوئی شبہ نہیں ہے۔ لیکن جو تعویذ قرآن کی آیات، اللہ تعالیٰ کے اسمار حسنیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں پر مشتمل ہو۔ اس کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ علامہ قسطلانی اوپر کی حدیث کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

---

[1] النھایہ فی غریب الحدیث ۱/۱۱۹۔

انما کان ذالک من الشرک لانھم ارادوا دفع المضار وجلب المنافع من عند غیر اللہ ولا یدخل فی ذالک ما کان باسماء اللہ وکلامہ لہ (المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی ۷/۴۲)

یہ شرک اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے دفع مضرت اور جلب منفعت غیر اللہ سے چاہی۔ اس میں وہ چیز داخل نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کا کلام ہو۔

اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں چند کلمات کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان کلمات کو ہم خوف اور گھبراہٹ سے بچنے کے لئے سوتے وقت پڑھتے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ

اللہ کے نام سے سوتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے کلمات کاملہ کے ذریعہ اس کے غضب سے، اس کے عقاب اور سزا سے، اس کے بندوں کے شر سے، شیاطین کی اکساہٹ سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں، پناہ طلب کرتا ہوں۔

حدیث کے راوی فرماتے ہیں:

کان عبد اللہ بن عمر یعلمھا من بلغ من ولدہ ان یقولھا عند نومہ ومن کان منھم صغیرا لا یعقل ان یحفظھا کتبھا لہ فعلقھا فی عنقہ لہ

عبداللہ بن عمرؓ کے جو بچے اس قابل ہوتے کہ وہ ان کلمات کو سوتے وقت کہہ سکیں انہیں وہ سکھا دیتے تھے جو بچے چھوٹے ہوتے اور انہیں یاد نہیں کر سکتے تھے انہیں وہ کسی کاغذ پہ لکھ کر گلے میں ڈال دیتے تھے۔

لہ مسند احمد تحقیق احمد محمد شاکر اسنادہ صحیح ۱۰/۲۲۳ ابوداؤد، کتاب الطب، باب کیف الرقی ترمذی کتاب الدعوات۔

سب ہی جانتے ہیں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اس طرح کے مسائل میں بہت سخت ہیں وہ اپنی مشہور تصنیف کتاب التوحید، میں فرماتے ہیں کہ تعویذ قرآن کی آیات پر مشتمل ہو تو سلف میں سے بعض نے اس کی اجازت دی ہے اور بعض نے اسے جائز کہا ہے۔ ان ہی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہیں۔

کتاب التوحید کی شرح ان کے پوتے شیخ عبدالرحمان بن حسن نے کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نیز تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کے درمیان ایسے تعویذوں کے بارے میں اختلاف رہا ہے جن میں قرآن کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات لکھے گئے ہوں۔ ایک گروہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ یہی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا قول ہے۔ حضرت عائشہؓ سے بھی بظاہر روایت یہی مروی ہے، ابوجعفر باقرؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ امام احمدؒ سے بھی ایک روایت اسی کی تائید میں ہے۔ ان لوگوں نے اس حدیث کو جس میں تعویذ کو شرک کہا گیا ہے ایسے تعویذ پر محمول کیا ہے جس میں کلماتِ شرک ہوں۔

ایک دوسرے گروہ نے اسے ناجائز کہا ہے۔ یہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی رائے ہے۔ حضرت حذیفہ، عقبہ بن عامر اور ابن عکیم کی رائے بھی بظاہر یہی ہے۔ یہی رائے تابعین کی ایک جماعت کی ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ بھی داخل ہیں۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد کی بھی رائے ہے۔ اسی کو ان کے بیشتر اصحاب نے اختیار کیا ہے۔ متاخرین نے قطعیت کے ساتھ اسی کو امام احمد کی رائے قرار دی ہے۔ یہ حضرات عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت اور ان کی ہم معنی روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ آخر میں کتاب کے شارح نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے [1]

---

[1] فتح المجید شرح کتاب التوحید تحقیق محمد حامد الفقی ص ۱۲۷ - ۱۲۸۔

جب قرآن کی آیات اور احادیث سے ثابت شدہ دعائیں مریض دم کرا سکتا ہے تو بلا ہراں کا تعویذ بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اسے ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

حضرت سعید بن مسیب کے نزدیک قرآن سے لکھے ہوئے تعویذ کو بانس وغیرہ کی نلکی میں رکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے۔ البتہ بیوی سے ہم بستری کرتے یا بیت الخلاء جاتے وقت اسے اتار دینا چاہیئے۔ امام باقر فرماتے ہیں کہ بچوں کو جو تعویذ ڈالے جاتے ہیں وہ جائز ہیں۔ ابن سیرین فرماتے ہیں کہ جس تعویذ میں قرآن کی آیات ہوں اسے بچہ ہو یا بڑا سب ہی ڈال سکتے ہیں۔ علامہ آلوسی ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اسی پر تمام ممالک میں قدیم سے اب تک عمل رہا ہے۔[1]

فقہ حنفی میں بھی اس طرح کے تعویذ کو ناجائز قرار دیا گیا ہے اس کے استعمال کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اگر وہ کسی چیز میں لپٹا ہو تو اسے ناپاک شخص اور حیض والی عورت بھی اپنے بازو پر باندھ سکتی ہے۔[2]

فقہ مالکی میں ہے کہ جس تعویذ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء یا قرآن کی آیات لکھی ہوں اس کو مریض، تندرست، حائضہ، نفاس والی اور ناپاک آدمی سب ہی استعمال کر سکتے ہیں۔ جانوروں کو بھی اس طرح کا تعویذ باندھا جا سکتا ہے۔[3]

قرآن دھو کر پلانا قرآن کی آیات کسی کاغذ یا برتن پر لکھ کر اسے دھو کر پلانا بھی سلف سے ثابت ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں تم میں سے جو شخص شفا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کوئی آیت کسی کاغذ پر لکھ کر اسے بارش

---

[1] روح المعانی جزء ۱۵/ ۱۴۶ [2] ردالمختار علی الدرالمختار ۱/ ۳۱۹ [3] الشرح الصغیر ۴/ ۷۶۹

کے پانی سے دھوئے اور بیوی سے ایک درہم اس کی خوشی سے لے کر شہد خریدے (اور اس کے ساتھ ملا کر) پی لے۔ اس سے (انشاء اللہ) اسے شفا حاصل ہوگی۔ [1]

بیہقی نے کتاب الدعوات میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جس عورت کی زچگی میں زحمت ہو اسے ایک کاغذ میں یہ لکھ کر پلایا جائے:

بسم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحلیم	اس اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی
الکریم سبحان اللہ وتعالیٰ رب العرش	معبود نہیں ہے، جو بردبار اور کریم ہے
العظیم الحمد للہ رب العالمین	ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں جو عرش عظیم
کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا عشیۃ	کا رب ہے۔ ساری حمد و ثنا اللہ رب العالمین
او ضحٰھا کانھم یوم یرون ما یوعدون	کے لئے ہے، جس روز وہ اسے (قیامت)
لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار بلاغ	دیکھیں گے (محسوس کریں گے) گویا وہ بس
فھل یھلک الا القوم الفاسقون	ایک شام یا ایک صبح رہے۔ جس روز وہ اس

چیز کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے تو یوں محسوس کریں گے۔ گویا دن بھر میں بس ایک گھڑی رہے۔ ہلاک تو نافرمان ہی کئے جاتے ہیں۔

امام احمدؒ کے صاحب زادے عبداللہ کہتے ہیں کہ جس عورت کو ولادت میں دشواری ہوتی امام احمد اسے اوپر والی یہ دعا لکھ کر دیتے تھے۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے امام احمدؒ سے کہا کہ ایک عورت دو دن سے دردِ زہ میں مبتلا ہے، زچگی نہیں ہو رہی ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ وہ ایک بڑا برتن اور زعفران لائے تاکہ اس میں دعا لکھ کر دیں۔ (اور وہ اسے پلائی جائے) مروزی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ امام احمدؒ نے متعدد آدمیوں کو اس طرح لکھ کر دیا۔ [2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۷۲۵ [2] الاتقان ۲/۱۶۵ [3] المواہب الدنیہ مع الشرح ۷/۱۰۲۔

امام نووی فرماتے ہیں حسن بصری، مجاہد، ابو قلابہ اور اوزاعی کے نزدیک قرآن کی آیات کسی برتن پر لکھ کر مریض اسے دھو کر پی سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے امام نخعی نے اسے ناپسند کیا ہے۔ ہمارے مذہب (شافعی) کا بھی تقاضا یہی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ قاضی حسین اور امام بغوی فرماتے ہیں کہ اگر قرآن کسی میٹھی چیز یا کھانے پر لکھ کر کھایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے [۱]

علامہ ابن الحاج مالکی فرماتے ہیں کہ کسی کاغذ یا پاک برتن پر قرآن کی کچھ سورتیں یا کسی سورت کا کچھ حصہ یا ایک سورت کی متفرق آیتیں یا مختلف سورتوں کی مختلف آیتیں لکھ کر ان کے ذریعہ علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بہت سے شیوخ قرآن کی آیتوں اور دعاؤں کو لکھ کر مریضوں کو پلاتے تھے اس سے انہیں شفا ہوتی تھی اس سلسلہ میں بزرگوں کے واقعات اور تجربات بھی انھوں نے بیان کئے ہیں۔ [۲]

فقہ حنفی میں ہے کہ قرآن شریف مریض پر پڑھ کر دم کرنا، سورۂ فاتحہ پڑھ کر سانپ اور بچھو کا زہر اتارنا، کسی کاغذ پر لکھ کر اس کا تعویذ ڈالنا، یا کسی برتن پر لکھ کر اسے دھو کر پلانا اس بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن اب اسے جائز سمجھا جاتا ہے، اسی پر عمل ہے اور احادیث و آثار سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ [۳]

علامہ قسطلانی کہتے ہیں :-

وقد رخص جماعة من السلف فی کتابة بعض القرآن وشربه وجعل ذالک من الشفاء الذی جعل الله فیه [۴]	سلف میں سے ایک جماعت نے اس کی اجازت دی ہے کہ قرآن کا کوئی حصہ لکھ کر پلایا جائے، اسے اس نے اس شفا کا ایک حصہ سمجھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھ دی ہے۔

---

[۱] الاتقان فی علوم القرآن ۲/۱۲۲ [۲] المدخل ۴/۱۲۱-۱۲۲ [۳] رد المحتار علی الدر المختار ۵/۲۱۹ [۴] المواہب اللدنیہ ۷/۱۰۴

لیکن اب، جیساکہ اوپر کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے، چاروں فقہوں میں اس کا جواز ملتا ہے۔

نماز سے استعانت قرآن میں نماز اور صبر کے ذریعہ مشکلات میں استعانت کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ (البقرہ: ۴۵، ۴۶)

مدد طلب کرو صبر سے اور نماز سے۔ بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جو اللہ کے سامنے جھکنے والے ہیں اور جو سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور وہ اسی کی طرف پلٹ کر جائیں گے۔

آدمی اگر اپنی مشکلات میں نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کرے تو حدیث میں آتا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو، اس کا تعلق چاہے اللہ تعالیٰ سے ہو یا اس کے کسی بندہ سے تو وہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے، اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو بردبار اور بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی ہے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے، ساری حمد وثنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے اے اللہ میں تجھ سے ایسے اعمال کی توفیق طلب کرتا ہوں جس سے تیری رحمت نازل ہو

قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِین [1] اور ایسے اعمال کی توفیق چاہتا ہوں جن کی وجہ سے تیری بخشش مجھے حاصل ہو۔ میں تجھ سے ہر نیکی کا فائدہ اور ہر برائی سے حفاظت کا طالب ہوں۔ میرے ہر گناہ کو تو بخش دے، میری ہر پریشانی کو دور کر دے اور ہر ضرورت کو جس میں تیری رضا ہو، اے ارحم الراحمین تو اسے پوری کر دے۔

ایک روایت میں اتنا اضافہ اور ہے:۔

ثم یسئال اللہ من امر الدنیا والاخرۃ ماشاء فانہ یقدر [2] پھر وہ دنیا و آخرت کے امور میں سے جو چاہے اللہ سے مانگے۔ وہ اس کیلئے مقدر کی جائے گی۔

اس حدیث میں ایک عمومی بات کہی گئی ہے کہ آدمی نماز پڑھ کر کسی بھی حاجت کے سلسلہ میں دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ اس طرح کی دعا جہاں اور حاجتوں میں ہو سکتی ہے اسی طرح صحت کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔

نماز تہجد بھی اس سلسلہ میں مفید ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات جیسے جیسے گزرتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف خاص توجہ فرماتا ہے، اس وقت ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔ مرادیں پوری کی جاتی ہیں، توبہ قبول ہوتی ہے اور مغفرت کی جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

---

[1] ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجہ۔ اس کے ایک راوی فائد بن عبدالرحمان کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث میں وہ ضعیف سمجھا جاتا ہے لیکن اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت ابو درداءؓ سے مسند احمد میں ہے وہ صحیح ہے مگر اس میں الدعاء تو نہیں صرف نماز کا ذکر ہے۔ مرقاۃ المفاتیح ۲/۲۵۱ [2] ابن ماجہ، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجہ۔

ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقیٰ ثلث اللیل الآخر یقول من یدعونی فاستجیب لہ من یسئالنی فاعطیہ من یستغفرلی فاغفرلہٗ [1]

ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات جب کہ اس کا آخری تہائی حصّہ باقی رہتا ہے آسمان دنیا پر اترتا ہے اور کہتا ہے: کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی پکار سنوں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟

اس حدیث میں رات کے آخری تہائی حصہ کا ذکر ہے لیکن مسلم کی ایک روایت میں ہے "حین مضیٰ ثلث اللیل الاول (جب رات کا پہلا تہائی حصّہ گزر جاتا ہے)"۔ ایک اور روایت میں "اذا مضیٰ شطر اللیل او ثلثاہ" کے الفاظ ہیں (یعنی جب آدھی یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے۔ یہ کیفیت حتیٰ یضئ الفجر صبح کے طلوع ہونے تک باقی رہتی ہے۔ ایک اور روایت میں پوری رات ہی کا ذکر ہے [2]

ان سب روایتوں کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں اور وہ بھی ایک تہائی رات کے بعد اللہ کی رحمتوں کا خصوصی نزول شروع ہو جاتا ہے اور صبح تک جاری رہتا ہے۔ اس وقت انسان دنیا اور آخرت کی بھلائی کی جو دعا بھی کرتا ہے وہ سنی جاتی ہے، ایک روایت میں بیماری سے شفا کا بھی خصوصیت سے ذکر ہے، چنانچہ اوپر والی روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔

اذا مضیٰ ثلث اللیل الاول ھبط اللہ تعالیٰ الی السماء الدنیا فلم　　جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اترتا ہے۔

---

[1] بخاری، ابواب التہجد، باب الدعاء والصلوٰۃ فی آخر اللیل۔ [2] مسلم کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ اللیل۔

يَنزِلُ هُنالِكَ حَتّى يَطلُعَ الفَجرُ فَيَقُولُ قَائِلٌ الاسَائِلٌ يُعطىٰ الاداعٍ يُجَابُ الاسَقِيمٌ يَستَشفي فَيُشفىٰ الامُذنِبٌ يَستَغفِرُ فَيُغفَرُ لَهُ [1]

اور طلوع فجر تک وہیں رہتا ہے ایک اعلان کرنے والا اس کی طرف سے، اعلان کرتا ہے کیا کوئی سائل نہیں ہے کہ اسے دیا جائے، کیا کوئی دعا کرنے والا نہیں ہے کہ اس کی دعا سنی جائے، کیا کوئی بیمار نہیں ہے جو شفا چاہے اور اسے شفا دی جائے، کیا کوئی گناہ گار نہیں ہے جو مغفرت چاہے اور اسے معاف کر دیا جائے۔

نماز تہجد کے علاوہ مطلقاً نفل نماز بھی اس سلسلہ میں مفید ہے حدیث سے اس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ مجاہد، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لیٹے ہوئے دیکھا۔ میرے پیٹ میں تکلیف تھی۔ آپ نے فرمایا، یا اباہریرہ أشكمت درد؟ اے ابوہریرہ! کیا پیٹ میں درد ہے؟ (گویا یہ فارسی جملہ آپ نے استعمال فرمایا) میں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے فرمایا۔

قُم فَصَلِّ فَاِنَّ فِى الصَّلوٰةِ شِفَاءً [2]

اٹھو، نماز پڑھو، نماز میں شفا ہے۔

---

[1] مسند احمد تحقیق احمد محمد شاکر ۱۳/ ۲۵۰-۲۵۱ حضرت ابوہریرہؓ کی یہی روایت روایات علیؓ میں بھی موجود ہے۔ ۲/۲۰۳ [2] ابن ماجہ، ابواب الطب، باب الصلوٰۃ شفاء۔ اس کے ایک راوی ذاؤد بن علیہ کو ابن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن نمیر نے اسے صدوق کہا ہے اور امام ابوداؤد نے اسکے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی حدیث لکھی جاتی ہے (تہذیب الکمال)۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں۔ یہ حدیث موقوف بھی روایت کی گئی ہے یعنی حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت مجاہد سے یہ بات کہی تھی یہی صحیح معلوم ہوتا ہے الطب النبوی ۱۶۳-۱۶۴ یہ روایت مسند احمد ۲/۳۹۰ میں بھی ہے لیکن اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ پیٹ میں درد نہیں ہے نماز کا حکم اس میں بھی ہے۔

صدقہ وخیرات بیماری میں صدقہ وخیرات بھی مفید ہے۔ اس سے کم زور و بے کسوں کی دعائیں حاصل ہوتی ہیں یہ خود بھی ایک علاج ہے انسانوں کی حق تلفی، ان کے ساتھ ظلم وزیادتی اور بدسلوکی سے جس طرح اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے اسی طرح ان کے ساتھ حسن سلوک، غم خواری اور مواسات سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں آتا ہے

داوُوا مرضاکم بالصدقۃ [1] اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ صدقہ وخیرات سے خدا کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس کے فیصلہ کے تحت موت آہی جائے تو بری حالت میں مرنے سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ حضرت انس رضی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الصدقۃ لتطفئ غضب الرب بے شک صدقہ اللہ کے غضب کو بجھاتا
وتدفع میتۃ السوء [2] ہے اور بری حالت میں موت آنے نہیں دیتا۔

مسنون دعائیں اس سلسلہ کی آخری لیکن بہت ہی اہم چیز وہ دعائیں ہیں جو کسی بھی تکلیف یا بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ ان میں بڑی تاثیر ہے۔ اگر پورے خلوص اور یقین کے ساتھ یہ دعائیں پڑھی جائیں تو انشاء اللہ ضرور ان سے فائدہ پہونچے گا۔

یہ دعائیں تین طرح کی ہیں (۱) ایک تو وہ دعائیں، ہیں جن میں کسی بھی مصیبت میں اللہ کی حمد وثنا اس کی تسبیح وتہلیل اور اپنی کمزوری اور بے بسی کا اعتراف ہے۔ یہ طلب والتجا کا بہترین اسلوب ہے۔ یہ خدائے رحیم وکریم کے دربار میں کچھ کہے بغیر سب

---

[1] رواہ ابن حبان والطبرانی وغیرہ عن ابی امامۃ باسناد حسن التیسیر لشرح الجامع الصغیر ۲/۲ ۵
[2] ترمذی، کتاب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی فضل الصدقۃ۔

کچھ کہہ دیتا ہے اس میں صراحت نہ ہونے کے باوجود سب سے بڑی صراحت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رض کی روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول عند الکرب لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الٰہ الا اللہ رب السموات ورب الارض ورب العرش الکریم [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کے وقت فرمایا کرتے تھے لا الٰہ .... الخ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو عظمت والا اور بردبار ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔

حضرت ابوبکرہ رض کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مصیبت میں گھر گیا ہو اُسے یہ دعا کرنی چاہیئے۔

اللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ [2]

اے اللہ تیری رحمت ہی کی امید رکھتا ہوں تو ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ فرما۔ اور میرے سارے حالات ٹھیک کر دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات کی تعلیم دی کہ تکلیف اور پریشانی کے وقت میں انہیں پڑھتی ہوں۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

اللہ۔ اللہ ربی ولا اشرک بہ شیئاً [3]

اللہ اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

---

[1] بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الکرب۔ مسلم، کتاب الذکر، باب دعاء الکرب۔ [2] ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم۔ مسند احمد ۵/۴۲ [3] ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء عند الکرب۔

یہ دعائیں بہترین تمہید بھی ہیں۔ ان کے بعد آدمی اصل مقصد کے لئے الگ سے بھی دعا کرسکتا ہے۔

بعض دعائیں وہ ہیں جن میں اپنی غفلت اور کوتاہی کے اعتراف گناہوں سے توبہ و استغفار، غلطیوں پر ندامت تضرع اور آہ و زاری کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لئے کہ تکلیف اور آزمائش ہماری بے عملی اور بد عملی کا بھی نتیجہ ہوسکتی ہے۔ حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی اس فروگزاشت کا اعتراف کیا کہ انھوں نے اپنی قوم کو چھوڑنے میں جلدی کی تھی تو وہ معجزانہ طور پر اس سے باہر نکل آئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

دعوۃ ذی النون اذ دعا بھا وھو فی بطن حوت لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین لم یدع بھا رجل مسلم فی شئ قط الا استجاب اللہ لہ [1]	حضرت یونسؑ کی دعا جو انھوں نے اس وقت کی تھی جب کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ تھی لا الٰہ الا انت الخ۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو۔ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے۔ بے شک میں ہی ظلم کرنے

والوں میں سے تھا۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنی کسی بھی تکلیف میں یہ دعا کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرمائے گا۔

بیمار کے لئے بھی یہ دعا مفید ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

ایما مسلم دعا بھا فی مرضہ اربعین مرۃ فمات فی مرضہ ذالک اعطی	جو مسلمان بھی اپنے مرض میں چالیس بار یہ دعا پڑھے اور اپنے اس مرض میں مرجائے

---

[1] ترمذی، ابواب الدعوات۔ مستدرک حاکم ۱/۵۰۵۔ مسند احمد میں تفصیل سے یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے یہ ارشاد کب فرمایا تھا ۱/۱۷۰۔

اجر شہید وان برأ برأ وقد غفر له جمیع ذنوبه [1]

تو اسے ایک شہید کا اجر ملے گا اگر صحت یاب ہو جائے تو اس طرح صحت یاب ہوگا کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔

توبہ واستغفار کے ساتھ شفا بھی طلب کی جا سکتی ہے۔ حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص خود یا اس کا کوئی بھائی بیمار ہو تو یہ دعا پڑھے، اسے صحت ہوگی۔ انشاء اللہ۔ وہ دعا یہ ہے:

ربنا الذی فی السماء تقدس اسمك امرك فی السماء والارض كما رحمتك فی السماء فاجعل رحمتك فی الارض اغفر لنا حوبنا وخطايانا انت رب الطيبين نزل رحمة من رحمتك وشفاء من شفائك على هذا الوجع [2]

اے ہمارے رب! جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام پاک ہے تیرا حکم آسمان پر بھی چلتا ہے اور زمین پر بھی۔ جس طرح تیرا رحم و کرم آسمان پر ہے اسی طرح اپنا رحم و کرم زمین پر بھی نازل فرما۔ ہمارے گناہوں اور لغزشوں کو معاف فرما تو نیک لوگوں کا رب ہے۔ اپنی رحمت اور شفا کا ایک حصہ اس بیماری پر بھی نازل فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بہت سی دعاؤں میں صراحت کے ساتھ بیماری سے شفا بھی طلب کی گئی ہے۔ پریشانی میں اللہ تعالیٰ کو پکارنا اس سے التجا کرنا اور اپنا دکھ درد اس سے بیان کرنا عبودیت کی علامت ہے۔ ذیل میں اس طرح کی دو چار دعائیں نقل کی جاتی ہیں۔

---

[1] مستدرک حاکم ۱/۵۰۶ [2] ابوداؤد، کتاب الطب، باب کیف الرقیٰ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی مریض لایا جاتا یا آپؐ کسی کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے:

اذھب الباس رب الناس	اے اللہ! انسانوں کے پروردگار!
اشفہ انت الشّافی الّا شفاءك	تکلیف کو دور فرما! اسے شفا دے تو
شفاءً لا یغادر سقماً [1]	ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری ہی شفا

شفا ہے (اس کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے) ایسی شفا دے جو کسی مرض کو باقی نہ رکھے۔

عثمان بن العاص ثقفی بیان کرتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد سے ان کے جسم میں ایک تکلیف تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا! جہاں تکلیف ہے وہاں اپنا ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو

اعوذ باللہ وقدرتہ من شر ما	میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کی ذات
اجد واحاذر [2]	اور اس کی قدرت سے اس تکلیف

سے جو مجھے اس وقت ہے اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔

فرماتے ہیں میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ تکلیف دور فرمادی۔ چنانچہ میں اپنے گھروالوں کو اور دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہوں [3]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] بخاری، کتاب المرضیٰ، باب دعاء العائد للمریض۔ مسلم، کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض [2] مسلم، کتاب السلام، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم مع الدعاء [3] ترمذی، کتاب الطب۔

فرمایا اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھے
...س کی موت ہی کا وقت نہیں آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مرض سے اسے عافیت
...ے گا۔ دعا یہ ہے:

...سأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ...ن یشفیک[1]
اللہ بزرگ و برتر اور عرش عظیم کے پروردگار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا دے۔

بیماری اور مصیبت سے محفوظ رہنے کے لئے بھی دعائیں بتائی گئی ہیں حضرت
...ثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح تین
...تبہ یہ دعا پڑھے تو شام تک اور شام تین مرتبہ پڑھے تو صبح تک کوئی چیز اسے
...قصان نہیں پہونچائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس پر اچانک کوئی مصیبت
...ہیں آئے گی۔ وہ دعا یہ ہے:

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ ...ی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم
اللہ کے نام سے کہ جس کے نام کے ساتھ زمین اور آسمان کی کوئی بھی چیز نقصان نہیں پہونچاتی۔ وہ سننے اور جاننے والا ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ وہی یہ روایت
بیان کر رہے تھے ایک شخص نے تعجب سے انہیں دیکھا تو انھوں نے فرمایا تعجب
کیوں کر رہے ہو۔ نہ تو میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اور نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس دن مجھ پر اس کا حملہ ہوا
...ہ دعا پڑھنی میں بھول گیا اور اللہ نے تقدیر میں جو لکھا تھا وہ پورا ہوا[2]

---

[1] ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادہ۔ ترمذی، ابواب الطب
[2] ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح واسمیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب عافیت کی دوسروں کو بھی تلقین کرتے اور خود بھی اس پر عمل فرماتے تھے۔ آپ صبح وشام جو دعائیں کرتے تھے ان میں سے ایک دعا ان الفاظ میں مروی ہے:۔

اللھم عافنی فی بدنی اللھم عافنی فی سمعی اللھم عافنی فی بصری لا الٰہ الا انت [1]

اے اللہ مجھے بدن کی تکلیفوں سے عافیت میں رکھ، اے اللہ، مجھے کان کی تکلیفوں سے عافیت میں رکھ، اے اللہ مجھے آنکھ کی تکلیفوں سے عافیت میں رکھ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام کبھی یہ دعا ترک نہیں فرماتے تھے:۔

اللھم انی اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ [2]

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے عفو ودرگزر اور عافیت کا طالب ہوں اپنے دین اور دنیا میں اور اپنے اہل وعیال اور مال میں۔ اے اللہ میرے عیوب پر پردہ ڈال دے مجھے جو خوف لاحق ہیں۔ ان سے محفوظ رکھ، اے اللہ میری حفاظت فرما، میرے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے اوپر سے، اور میں اس بات سے تیری عظمت کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ مجھے میرے قدموں کے نیچے سے اچک لیا جائے۔

---

[1] ابوداؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح [2] ابوداؤد، کتاب الادب۔

یہ اس سلسلہ کی چند دعائیں ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی دعائیں آتی ہیں۔ ان دعاؤں کا پڑھنا سنت ہے ان کی افادیت کا ہر دور میں بے شمار انسانوں نے تجربہ کیا ہے۔ اگر خلوص کے ساتھ انہیں پڑھا جائے تو آج بھی ان کی افادیت آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ اگر کسی کام کے اسباب فراہم نہ ہوں یا وہ بے سود ثابت ہونے لگیں یا مخالف اسباب جمع ہو جائیں تو مادی ذہن رکھنے والے انسانوں پر مایوسی اور ناامیدی طاری ہونے لگتی ہے اور وہ خود کو بے سہارا محسوس کرنے لگتا ہے۔ لیکن جب انسان خدا کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کا دل اس سکون سے بھر جاتا ہے کہ اس نے اپنا معاملہ مسبب الاسباب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ وہ چاہے تو غیب سے اسباب فراہم کر سکتا ہے۔ اسے ایک ایسا سہارا ہاتھ آگیا ہے کہ دنیا کے سارے سہارے ٹوٹ بھی جائیں تو وہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ دعا خدا پر اپنے بھرپور توکل اور اعتماد کا اظہار ہے۔ جو خدا پر پورا بھروسہ کرے، یہ اس کا قانون ہے کہ وہ اسے کبھی ناکام و نامراد نہیں چھوڑتا۔ بظاہر اس کا مقصد پورا نہ بھی ہو تو اسے دل کے سکون سے نوازتا ہے اور دل کا سکون وہ نعمت ہے جس کا اس دنیا میں کوئی بدل نہیں ہے۔

گل رعنا

اردو رباعیاں از برج لال رعنا جگی

اردو رباعیوں کا یہ دلکش مجموعہ جسکے مطالعہ کی سفارش کرنیوالوں میں حضرت جوش ملیح آبادی حضرت فراق گورکھپوری اور حضرت جگر مرادآبادی وغیرہ شامل ہیں برج لال رعنا جگی کے کلام میں تنوع ہے انفرادیت ہے، وہ آہستہ آہستہ ابھرنے والی نئی انسانی تہذیب کا ایک پرتو پیش کرتے ہیں جگر مرادآبادی مرحوم رعنا صاحب کو ایک فطری شاعر کہہ کر خطاب کرتے تھے جگی صاحب کے اس مجموعۂ کلام کو مکتبہ برہان نے نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے صفحات ۲۲۲ عمدہ کتابت وطباعت قیمت ۲۵